اسلامی تناظر میں بچوں کی تربیت اور
والدین کی ذمہ داریوں کا جائزہ

از: میمونہ تبسم دختر ڈاکٹر عبدالروف ظفر

بچے والدین کیلئے اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا انعام ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کی عظیم نعمت ہیں۔ یہ ایک فطری جذبہ اور داعیہ ہے کہ والدین اپنے بچوں کے مستقبل کے بارے میں بہت بلند تمنائیں وابستہ رکھتے ہیں۔ اولاد اگر علم کے زیور سے آراستہ اور تربیت کے جوہر سے مزین ہو تو والدین کی آنکھوں کی ٹھنڈک اور دلوں کا سرور بن جاتی ہے۔ اگر اللہ نہ کرے یہ تربیت کے جوہر سے محروم ہو جائے تو پھر جیتے جی ان کیلئے مستقل عذاب بن جاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ دنیا کی ہر تہذیب اور مذہب میں بچوں کی نگہداشت، تعلیم اور تربیت کے بارے میں بڑا قوی احساس پایا جاتا ہے۔ مگر اسلام بچوں کی تعلیم و تربیت کو فرضیت کے درجے میں شمار کرتا ہے۔ اس شرعی ذمہ داری کیلئے پہلے قدم پر والدین، دوسرے قدم پر استاد اور معاشرہ اور تیسرے مرحلے پر ریاست کی مسؤلیت کا ذکر آتا ہے۔

غور کریں کہ بنی آدم کی ذریت کے علاوہ تمام مخلوقات کے بچے اپنی تربیت جبلی سطح پر کرتے ہیں مچھلی کے تیرنے کا فن، پرندوں کے اڑنے کا سلیقہ اور حشرات کے رینگنے کی خُو کسی ادارے کی تربیت کی محتاج نہیں ہے۔ یہ مشکل صرف انسانی بچہ کیساتھ وابستہ ہے کہ وہ پیدائش کے ساتھ ہی ہر مرحلہ پر والدین کی توجہ کا طالب ہوتا ہے۔ اس لئے کوئی معاشرہ بھی والدین کو بچوں کی تربیت سے

بری ءالذمہ قرار نہیں دے گا۔ جہاں وہ بچوں کی کفالت کے لئے تگ ودو میں مصروف رہتا ہے وہاں اسکی علمی اوراخلاقی تربیت بھی انکی توجہ اور جدو جہد کی محتاج ہے۔

لیکن سوال یہ ہے کہ ہمارے موجودہ معاشرہ میں ایسے کتنے والدین ہیں جو اپنے بچوں کی تعلیم وتربیت میں صحیح طور سے دلچسپی لیتے ہیں۔ اکثر وبیشتر بچوں کا بچپن کا زمانہ عام طور سے بے جا لاڈ وپیار اور لاپرواہی کی نذر ہو جاتا ہے اور جب یہی بچے بڑے ہوتے ہیں تو والدین اور سماج کیلئے درد سر بن کر زندگی بسر کرتے ہیں۔ معاشرہ میں جو بدنظمی اور بداخلاقی، بے چینی اور بے اطمینانی، بے حرمتی اور بے عزتی، بے ایمانی اور بے وفائی، خودغرضی اور خودنمائی کی وبا پھیلتی جارہی ہے وہ بڑی حد تک والدین کا تربیت کے اصولوں سے ناواقف ہونا اور بچپن کے زمانے کی اہمیت کو نہ سمجھ سکنے کا نتیجہ ہے۔ اس وقت کوئی گھر اور کوئی خاندان مشکل سے یہ دعویٰ کرسکتا ہے کہ اس کے بچوں کی ہمہ جہت نشوونما ہو رہی ہے یا وہ اپنے بچوں کی طرف سے مطمئن اور خوش ہے۔

بچہ فطرتاً نیک اور پاک ہوتا ہے اور وہی کچھ بنتا ہے جو اسکو اسکے والدین اور اردگرد کا ماحول بناتا ہے۔علم نفسیات کے ماہرین اس حقیقت پر متفق ہیں کہ بچپن کی تعلیم بچے کے ذہن پر دور تک اور دیر تک پختہ اثرات مرتب کرتی ہے۔مگر دورِ جدید کی ستم رانیوں میں یہ حماقت نا قابل معافی ہے کہ والدین براہِ راست اپنے بچوں کی تربیت کے عمل سے غافل ہیں۔ وہ معاشی تگ ودو میں اس حد تک الجھ چکے ہیں کہ وہ بچوں کی تربیت کیلئے صرف مالی ایثار کو کافی سمجھتے ہیں۔ اس کے نتیجے میں جو امیال وعواطف تربیت پانا چاہیں بچے کا ذہن ان نقوش سے یکسر محروم ہو جاتا ہے اور اس محرومی کا کوئی تدارک نہیں۔

یہ درست ہے کہ جدید علوم وفنون کی مہارتوں کے باعث یہ بچے پرندوں کی طرح آسمان پر اڑنا بھی سیکھ جائیں گے، مچھلیوں کی طرح سطح سمندر پر تیرنا بھی سیکھ لیں گے۔۔۔۔۔۔۔ مگر۔۔۔۔۔ انہیں مہذب انسانوں کی طرح روئے زمین پر رہنا نہیں آئے گا۔ اسلام اس پاکیزہ تہذیب کی اعلیٰ اقدار کو بچے کی فطرت کو نشوونما دینے کیلئے استعمال کرنا چاہتا ہے۔

بچوں کی تربیت کا ہر عنوان اور موضوع تشریح طلب ہے مختلف ماہرین نے ان پر بے شمار کتب لکھی ہیں۔مگر میرا مقصد ان خطوط کی طرف ہلکا سا اشارہ کرنا ہے جن پر والدین اور اساتذہ کو اپنے بچوں کی بنیاد رکھنی چاہیئے تا کہ وہ اسلامی معاشرہ کیلئے مفید اور بہترین مسلم شہری بنا سکیں۔

بچوں کی تربیت میں اس امر کو پیشِ نظر رکھنا چاہیئے کہ وہ زمانے پر تصرف و تسخیر پانے کا عزم لے کر میدان میں نکلیں ان میں طاقت بھی ہو، جسارت بھی ہو، بلند نظری بھی ہو اور جرأت تسخیر بھی ہو، خودنمائی بھی ہو، صبر و قناعت بھی ہو اور سب سے بڑھ کر اسرار کائنات کی چھان بین کر کے اس پر اپنا تصرف قائم کرنے کے قابل ہوں۔

تربیت کا مفہوم:

تربیت کا مادہ ربّ ہے۔عبرانی، سریانی اور سامی زبانوں میں رب کے معنی آقا اور معلم کے ہیں۔اور ربّ کے معنی پرورش کنندہ اور تربیت کرنیوالا ہیں۔

تربیت معنی اور مفہوم کے اعتبار سے نہایت ہی جامع لفظ ہے۔تربیت کے لغوی معنی پرورش کرنے اور نشوونما کے ہیں اور صحیح تربیت ہی سے سیرت سازی تکمیل پاتی ہے۔تربیت میں عادات و جذبات کی تربیت بوجہ دلچسپی اور اس قسم کے دیگر امور زیر بحث آتے ہیں۔قرآن مجید میں تربیت کا لفظ تزکیہ نفس کے ضمن میں استعمال ہوا ہے۔

امام راغب تربیت کی تعریف اس طرح کرتے ہیں:

"التربیة هو انشاء الشیء حالا فحالا الی حد التمام"۔

''کسی چیز کو یکے بعد دیگرے اس کی مختلف حالتوں اور ضرورتوں کے مطابق اسطرح نشوونما دینا کہ اپنی حد کمال کو پہنچ جائے [1]

امام غزالیؒ فرماتے ہیں:

''بچپن کی ذمہ داری والدین پر ہے۔ بچہ جس کا ضمیر بالکل صاف ہوتا ہے اور اس کی روح بے داغ ہوتی ہے۔ والدین کی نگرانی میں دے دیا جاتا ہے۔ اس کا دل آئینہ کی مثل ہوتا ہے جو ہر چیز کا عکس قبول کرنے کیلئے تیار رہتا ہے جو اس کے سامنے آتی ہے اس کی تعلیم و تربیت اچھی طرح کی جائے تو وہ اچھا انسان بن سکتا ہے۔ لیکن اگر اسے ناجائز اوپر اٹھایا جائے یا اس کی طرف سے لاپرواہی برتی جائے تو وہ موذی انسان بن سکتا ہے'' [۲]

تربیت اولاد کی اہمیت وضرورت:

انسان کو مہذب و شائستہ بنانے کیلئے تربیت کی بڑی اہمیت ہے۔ جب تک تعلیم کے ساتھ تربیت نہ ہو اس بات کا امکان نہیں کہ ایک بچہ اچھا انسان بن سکے گا۔ تربیت تعلیم کا بہت بڑا رکن ہے۔

ایک دانشمند کا قول ہے ''انگلستان میں طالب علموں کو کتابیں پڑھنے سے اس قدر تعلیم حاصل نہیں ہوسکتی جس قدر حواس خمسہ سے۔ تربیت انسان کا زیور ہے اور جب تک تعلیم و تربیت دونوں شامل نہ ہوں اولاد میں انسانیت نہ آ سکے گی''۔

ورڈز ورتھ (wordsworth) کا مشہور قول ہے:

"Child is the father of man".

یعنی کہ یہی بچہ بڑا ہو کر باپ بنے گا اور یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ بچپن اور لڑکپن میں اس کی تربیت اور سیرت سازی نہ کی گئی تو وہ بڑا ہو کر کبھی اچھا باپ نہیں بن سکتا۔ لہذا سب والدین کو تربیت اطفال کے متعلقہ مسائل کی طرف خصوصی توجہ کرنی چاہیئے تا کہ معاشرے میں اچھی عادات و اطوار کے بچے جنم لیں اور معاشرہ بہتر بنے۔

اسلامی تناظر میں بچوں کی تربیت

اسلام ایک کامل مذہب ہے جس میں پوری نوع انسانی کیلئے زندگی کے ہر شعبہ میں کامل رہنمائی موجود ہے۔اسی طرح تربیت اولاد کے بارے میں بھی رہنمائی موجود ہے۔

شادی کے بعد زوجین کی سب سے بڑی تمنا اور آرزو یہی ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں اولاد کی نعمت سے سرفراز کرے۔اولاد کی آرزو ایک فطری امر ہے۔انسان یہ چاہتا ہے کہ اس کا ایک ایسا وارث ہو، جو اس کے بعد اس کی املاک میں صحیح تصرف کر سکے اور اس کے مقاصد کو پایہ تکمیل تک پہنچانے میں اس کا صحیح جانشین ثابت ہو۔

دنیا میں سب سے بزرگ اور نیک ہستیاں نبیوں اور رسولوں کی ہیں۔ان ہستیوں نے بھی نہ صرف اولاد کی تمنا کی ہے بلکہ اولاد کیلئے دعائیں بھی مانگی ہیں۔جد الانبیاء ابراہیمؑ کی یہ دعا قرآن پاک میں ہے:

﴿رَبِّ هَبْ لِي مِنَ الصّٰلِحِيْنَ﴾ ۳''

ترجمہ: اے اللہ ! مجھے نیکو کار اولاد عطا فرما''۔

نیک اولاد والدین کا سہارا اور ان کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہوتی ہے۔قرآن پاک نے ہمیں نیک اولاد کے سلسلے میں جو دعائیں سکھائی ہیں، ان میں سے ایک یہ بھی ہے:

﴿ربّنا هب لنا من ازواجنا وذرياتنا قرّة اعينٍ واجعلنا للمُتّقين إمَامًا﴾ ۴۔

ترجمہ: ''اے اللہ ! تو ہمیں ہماری بیویوں اور اولاد کی جانب سے آنکھوں کی ٹھنڈک عطا فرما اور ہمیں متقیوں کا امام بنادے''۔

نیک اولاد کی نہ صرف تمنا کرنی چاہیئے بلکہ اپنی اولاد کو نیک بنانے کی کوشش بھی کرنی چاہیئے۔لڑکی ہو یا لڑکا اللہ کی نعمت جانیے :

اولاد کے معاملہ میں انسان قطعی بے بس ہے اگر وہ صرف اسی ایک معاملہ پر غور کرے تو اس حقیقت کو پالے گا کہ کائنات میں صرف ایک اللہ کا حکم چل رہا ہے۔اس کا کوئی شریک نہیں،اولاد کے معاملے میں کسی کی بزرگی اور کرامت کام دیتی ہے نہ تعویذ گنڈے اور نہ ہی کوئی تدبیر۔اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں فرمایا ہے کہ تمام انسان مل کر ایک مکھی بھی نہیں بنا سکتے کسی کو اولاد لانا تو بہت دور کی بات ہے۔

اولادا اللہ تبارک وتعالیٰ کا انعام ہے۔اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے لڑکی دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے لڑکا دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے دونوں نوازتا ہے اور جس کو چاہتا ہے کچھ بھی نہیں دیتا۔ جیسا کہ قرآن کریم کا ارشاد ہے:

﴿لله ملك السموات والارض يخلق مايشاء يهب لمن يشاء اناثاويهب لمن يشاء الذكور اويزوجهم ذكرانا واناثا ويجعل من يشاء عقيما انه عليم قدير﴾

لڑکی بھی اس کا انعام ہے اور لڑکا بھی،انعام پانے والے کا کام یہ ہے کہ وہ انعام کی قدر کرے اور اپنے محسن کا شکر بجالائے۔مومن کو ہرگز زیب نہیں دیتا کہ وہ مالک کے انعام کی ناقدری کرتے ہیں اور ناشکری کی روش اختیار کرے۔اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ کس کو کس نعمت سے نوازے۔اس کے فیصلوں پر راضی رہنا اور اسکو اپنے حق میں بہتر سمجھنا مومن کی شان ہے۔

بچیوں سے نفرت اور بیزاری کا مظاہرہ نہیں کرنا چاہیے ''لڑکیاں اللہ کی رحمت ہوتی ہیں''۔لڑکے اور لڑکی کی تربیت پر مساویانہ توجہ دینی چاہیے۔

بچہ شکم مادر میں:

بظاہر بچے کی تربیت ونگہداشت کا آغاز بچے کے پیدا ہونے کے بعد ہوتا ہے لیکن اصلاً ماں کے پیٹ میں حمل قرار پاتے ہی بچے کی پرورش و پرداخت کی ذمہ داریاں شروع ہو جاتی ہیں۔ حمل قرار پانے کے بعد والدین کی بے احتیاطی،لاعلمی اور جہالت کی وجہ سے روزانہ ہزاروں بچے

لقمہ اجل بن جاتے ہیں اور پاکستان میں 25% بچے ایک سال کی عمر پانے سے قبل ہی موت کا شکار ہو جاتے ہیں۔ اس لئے ضروری ہے کہ بطن مادر میں بچے کی پرورش کے وقت والدین تمام تر احتیاط اور تدابیر سے کام لیں۔

اسی طرح اگر ماں مخصوص مدت میں خوشگوار ماحول میں رہے اور عبادت خشوع وخضوع سے کرے قرآن پاک کی تلاوت زیادہ کرے تو اس سے بھی بچہ کی نشوونما پر اچھا اثر پڑتا ہے۔

(ولادت کے بعد)

گھٹی دینا:

جب بچہ پیدا ہو جائے تو اسے میٹھی چیز کی گھٹی دینا مسنون ہے۔ کھجور زیادہ بہتر ہے۔ اس کا حدیث نبوی ﷺ کی کتابوں میں ذکر ہے اور یہ مفید بھی ہے۔ گھٹی سے بچہ منہ ہلاتا ہے۔ اس سے اس کے جبڑے حرکت کرتے ہیں۔ بہتر یہ ہے کہ گھٹی نیک آدمی سے دلا کر بچہ کیلئے خیر و برکت کی دعا کروائی جائے۔ حضرت ابوطلحہؓ کے بچے کو رسول اللہ ﷺ نے گھٹی دی ۵۔

بچے کے کان میں اذان واقامت کہنا:

ولادت کے بعد بچہ کو غسل دے کر دائیں کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت کہنا مسنون ہے ٦۔ بچے کے کان میں اذان کی حکمت یہ بھی ہے کہ اذان کے کلمات سے شیطان بھاگ جاتا ہے۔ بچے کی روح شیطانی دعوت سے پہلے اسلامی دعوت سے آشنا ہو جاتی ہے۔

نام رکھنا:

بچے کی ولادت کے بعد اس کا نام رکھنا ہر سماج کا عام معمول ہے۔ اسلام ایک مکمل نظامِ

حیات ہے۔ وہ اس پہلو میں بھی رہنمائی فراہم کرتا ہے۔ ساتویں دن نام رکھا جائے۔ بچے کا نام بہت اچھا اور پیارا ہونا چاہیے۔ کیونکہ بچہ کی شخصیت و کردار پر اس کے نام کا اثر پڑتا ہے۔ ایسا نام والدین اور متعلقین کو منتخب کرنا چاہیے جو لفظ و معنی دونوں اعتبار سے بہتر اور مناسب ہو۔ ایسا نام رکھنے سے پرہیز کرنا چاہیے جس سے غیر سنجیدگی ٹپکتی ہو اور شرف و عظمت کے خلاف ہو یا یہود و نصارٰی سے مشابہ ہو۔ مثلاً ٹنکو، مون، بوبی، گڑیا وغیرہ۔ رسول اللہ ﷺ نے اچھے نام رکھنے کو پسند فرمایا ہے جبکہ فرمایا: اللہ تعالیٰ کو عبداللہ اور عبدالرحمٰن کے نام پسند ہیں ۷ بعض ناپسندیدہ ناموں کو آپ ﷺ نے بدل دیا تھا ۸۔

عقیقہ کرنا:

بچے کی پیدائش کے ساتویں دن عقیقہ کرنا سنت نبوی ہے۔ لیکن یہ فرض یا واجب نہیں ہے۔ عقیقہ کی مسنون سنت کو مجروح کرنے سے بچنا چاہیے۔ عقیقہ کرنے سے بچے کی بہت سی مصیبتیں دور ہوتی ہیں۔ عقیقہ کا گوشت غریبوں میں تقسیم کرنے سے غریبوں کی دعائیں بچے کو ملتی ہیں جن کے قبول ہونے کا قوی امکان رہتا ہے۔ رشتہ داروں اور پڑوسیوں کو بھی گوشت دیا جاتا ہے۔ اس سے سماجی روابط مضبوط ہوتے ہیں۔ اخوت اور بھائی چارے کی فضا استوار ہوتی ہے۔ بڑے ہونے پر بچے کو جب یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس کی پیدائش پر عقیقہ کی سنت ادا کی گئی تھی، تو اسکے اندر سنت پر عمل کرنے کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔

حدیث میں عقیقہ کی دعا ان الفاظ میں وارد ہوئی ہے:

بسم اللّٰہ اللّٰھم منك و لَكَ ھذہ عقیقة فلان بسم اللّٰہ واللّٰہ اکبر۹ ۔

''اللہ کے نام سے! اے اللہ یہ تیرا مال ہے اور تیرے حضور پیش ہے یہ فلاں (بچہ کا نام) کا عقیقہ ہے''۔

سر مونڈنا:

جب بچہ سات دن کا ہو جائے تو اس کے سر کے بال مونڈے جائیں۔ یہ مسنون فعل ہے اور بچہ کی صحت کیلئے مفید ہے۔ اس سے اس کے مسامات کھل جاتے ہیں۔ بچہ کے بالوں کے وزن کے برابر چاندی صدقہ میں دینی چاہیئے یہ بھی سنت ہے[10]۔

ختنہ کرانا:

ختنہ کرنا سنت ہے اور ثواب کا کام ہے اور نہ کرنے والا گنہگار رہتا ہے۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِنّ الاَقلف لا یترك فی الاسلام حتی یَختَتِن وَلَو بَلَغَ ثَمَانِیْنَ سَنَة[11]۔

''بے ختنہ آدمی کو اسلام میں برداشت نہیں کیا جا سکتا، یہاں تک کہ وہ ختنہ کرائے چاہے اس کی عمر 80 سال ہو''۔

بچوں کو چومنا اور پیار کرنا:

والدین کا فرض ہے کہ اولاد سے پیار و محبت کریں۔ محبت ایک فطری جذبہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے ہر ماں، باپ کے دل میں پیدا فرمایا ہے۔

سیدہ عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ ایک بدو نبی ﷺ کے پاس آیا اور بولا: کیا تم لوگ بچوں کو چومتے اور پیار کرتے ہو!؟ ہم تو بچوں کو نہیں چومتے''۔ نبی ﷺ نے سنا تو فرمایا: ''میں کیا کر سکتا ہوں اگر اللہ نے تمھارے دل سے رحم کا مادہ نکال دیا ہے'' [12]۔

بچوں کو چومنا اور پیار کرنا رحم اور مہربانی کی علامت ہے۔ اگر بچوں سے پیار کیا جائے تو وہ بھی ایک دوسرے سے پیار و محبت کرنا سیکھتے ہیں۔ اس لئے بچوں سے پیار اور محبت کا اظہار کرنا

چاہیے۔

بچوں کے لیے تفریح:

بچوں کیلئے تفریح بھی ضروری ہے یہ ان کا حق ہے۔ بچوں کیلئے جسمانی بھاگ دوڑ کے کھیلوں کو ترجیح دینی چاہیے۔ بچوں کے لئے نہایت اہم کھیل شطرنج، تاش اور لڈو وغیرہ سمجھے جاتے ہیں۔ حالانکہ شطرنج کے لئے حدیث شریف میں آیا ہے:

عن ابی بریدةؓ ان النبی ﷺ قَالَ مَنْ لَعِبَ بِالنردِ شیر فَکَاَنَّمَا صَبَغَ یَدَہُ فی لَحْمِ خنزیرٍ وَدَمِهٖ ۱۳

ترجمہ: ''حضرت بریدہؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے چوسر (شطرنج کا کھیل) کھیلا گویا اس نے اپنے ہاتھ سور کے گوشت اور خون سے رنگے''۔

تربیت کے چند بنیادی نکات

۱۔ بچوں کی تعلیم و تربیت کے سلسلے میں حکمت و دانائی سے کام لینا چاہیے۔

۲۔ بچوں کی بہتر تربیت کیلئے ضروری ہے کہ گھر کے ماحول کو خوشگوار بنایا جائے۔ بعض گھرانوں میں گھریلو جھگڑوں یا مالی بدحالی کی وجہ سے فضا غم آلود اور ماحول بے کیف رہتا ہے۔ ایسے ماحول میں پلنے والے بچوں میں بہت سی خرابیاں جڑ پکڑ جاتی ہیں۔

۳۔ اگر بچہ سے کوئی غلطی ہو جائے تو عفو و درگزر سے کام لیا جائے۔ بچہ کی غلطی پر اسے دوسروں کے سامنے نہ ٹوکیے بلکہ تنہائی میں دل نشین انداز میں سمجھائیے۔ غلطی پر ٹوکتے ہوئے خوبیوں کا تذکرہ ضروری کیجئے۔

۴۔ اگر گھر پر مہمان یا رشتہ دار آئیں تو ان سے اپنے بچہ کی شکایت نہ کیجئے بلکہ حسن ظن اور چشم پوشی سے کام لیجئے۔

۵۔ بچوں کو اپنے معیار پر نہ جانچئے۔ آپ سالہا سال کے تجربوں اور آزمائشوں سے جس مقام پر پہنچے ہیں بچے کو ابھی سے اس مقام پر دیکھنا اگر اس کے ساتھ ظلم و زیادتی نہیں تو پھر کیا ہے؟۔

۶۔ بچوں کو کچھ ایسے کام آزادانہ طور پر ضرور کرنے دیجئے جس سے ان میں خود اعتمادی ہو اور جرات پیدا ہو۔ بات بات پر بچہ کو ٹوکنا نہیں چاہیئے۔

۷۔ بچوں کی فطری خواہشوں کی تکمیل کی حتی الامکان کوشش کیجئے اور آہستہ آہستہ ان پر قابو پانے کی تربیت دیجئے۔ بچوں میں صبر کا مادہ پیدا کریں۔

۸۔ بچہ کی قوت وصلاحیت اگر غلط رُخ پر صرف ہو رہی ہو تو صرف رُخ تبدیل کر دیجئے مثبت سرگرمیوں کیطرف اسکی قوت وصلاحیت کو صرف کریں لیکن ختم کرنے کی کوشش نہ کیجئے۔

۹۔ بچوں کی نفسیات اور جذبات واحساسات کو سمجھنا بہت ضروری ہے۔ بچوں کی تعلیم وتربیت میں انکی عمر اور استعداد کا ضرور پاس رکھیں۔

۱۰۔ والدین اور اساتذہ خود مثالی کردار پیش کریں تو بچہ فطری طور پر انکی تقلید کرتا ہے۔ اکثر بچے اپنے والدین کا عکس ہوتے ہیں۔

۱۱۔ بچوں کی صحبت پر بھی نظر رکھیں وہ اچھے بچوں سے ملیں۔

۱۲۔ بچوں کو تعمیری اور طنز ومزاح پر مبنی اسلامی لٹریچر پڑھنے کی ترغیب دیں۔ اچھی شاعری کی کتب فراہم کریں۔

۱۳۔ بچوں کو جنسی مسائل کے سلسلے میں رہنمائی فراہم کریں۔ بچہ کو یہ معلومات اسی وقت فراہم کی جائیں جب وہ کوئی سوال کرے یا آپ اسے کسی الجھن میں پائیں۔ اگر آپ بچہ کو مطمئن نہیں کریں گے تو وہ خطرناک ذرائع اختیار کر سکتا ہے۔

۱۴۔ بچوں کو شروع سے سادہ اور باپردہ لباس کی عادت ڈالنی چاہیئے۔

۱۵۔ دینی فرائض کے معاملے میں حضور ﷺ نے اولاد پر سختی کرنے کا حکم دیا ہے، کیونکہ دنیا کی معمولی سختی حتی کہ مار پیٹ کی سزا بھی آخرت کے عذاب سے ہزار درجے بہتر ہے۔ رسول ﷺ کا فرمان ہے:

"مُرُوا اولادکم بِالصّلَاۃ وَ ھُمْ ابناء سَبْع سنین واضْرِبُوْھُمْ عَلَیْھَا وَھُمْ ابناءُ عَشْرَ سِنِیْن وَفَرِّقُوْا بَیْنَھُمْ فِیْ الْمَضَاجِعِ"[۱۴]۔

ترجمہ: "سات سال عمر میں بچوں کو نماز کا حکم دو (اور اگر نہ پڑھیں) دس سال کی عمر میں انہیں مارو اور ان کے بستر بھی علیحدہ کر دو"۔

۱۶۔ بچوں کو ٹالنے کیلیئے جھوٹ کا سہارا نہیں لینا چاہیے۔ گھریلو ماحول کو جھوٹ سے پاک رکھیں۔ وقتاً فوقتاً بچہ کو جھوٹ کے نقصانات اور سچ کے فوائد سے آگاہ کرتے رہیں۔

۱۷۔ سب بچوں کے ساتھ عدل وانصاف کا سلوک کریں تا کہ بہن بھائیوں میں ایک دوسرے کے خلاف بغض وعناد کا جذبہ پیدا نہ ہو۔

۱۸۔ بچے کے دل میں اللہ تعالیٰ سے محبت اور ایمان کا بیج بویا جائے اور بچوں کو سکھائیں کہ وہ اللہ ہی سے سوال کریں اور صرف اسی سے مدد طلب کریں۔ اساتذہ اور معاشرہ بچوں کی تربیت کے بارے میں اللہ کے حضور جواب دہ ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے:

"کُلّکُمْ راعٍ وکلّکم مسئول عن رَعِیَّتِہٖ" ۱۵

''تم میں سے ہر ایک نگہبان ہے اور ہر ایک اپنی رعایا کے بارے میں جواب دہ ہے''۔

۱۹۔ نماز پورے گھر میں اوّل وقت پر ادا کی جائے۔ اس سے بچے کا ذہن دین کی طرف راغب ہوگا۔

۲۰۔ ہر روز گھر میں تلاوتِ قرآن مجید کی جائے۔

اچھی تربیت کرنے والے والدین کے لیے حدیث کی رُو سے خوشخبری ہے۔ ارشاد نبوی ﷺ ہے:

"اِذَا مَاتَ الْاِنْسَانُ انقطَعَ عَمَلُہٗ اِلَّا من ثَلَاثٍ: صَدَقَةٍ جَارِیَةٍ اَوْ عِلْمٍ یُنْتَفَعُ بِہٖ أوْ وَلَدٍ صَالِحٍ یَدْعُوْ لَہ" ۱۶

ترجمہ: ''جب انسان فوت ہو جاتا ہے تو تین اعمال کے سوا اسکے تمام اعمال منقطع ہوتے ہیں، صدقہ جاریہ، ایسا علم جس سے لوگ فائدہ اٹھائیں یا اولاد صالح جو والدین کیلئے دعا کرتی ہے''۔ لہذا سب سے پہلے والدین کو اپنی اصلاح کرنی چاہیئے کیونکہ معصوم بچوں کے سامنے ان کی شخصیت ایک نمونہ کے طور پر ہوتی ہے۔

اسلام کے ذرائع تربیت:

ہر زمانہ اور ہر قوم کے لحاظ سے تربیت کے مختلف ذرائع ہوتے ہیں اور ہر ذریعہ کسی نہ کسی

مقصد کے حصول کیلئے ہوا کرتا ہے۔اسلام کا نظام تربیت اس لحاظ سے بالکل منفرد اور حد درجہ ممتاز ہے۔ یہ انسانی زندگی کے ہر پہلو کو محیط کیے ہوئے ہے۔تربیت فرد کو مزاج اسلامی کے مطابق کرنے کے لیے اسلام نے کئی ذرائع تربیت مرتب کیے ہیں۔ایک متقی اور صالح انسان کی تیاری کیلئے اسلام جن خطوط کو اختیار کرتا ہے۔ان کا اجمالاً ذکر درج ذیل ہے:

تربیت بذریعہ وعظ ونصیحت:

انسانی نفس میں یہ صلاحیت موجود ہے کہ وہ کلام کا اثر قبول کرتا ہے۔مگر چونکہ اس کا اثر وقتی ہوتا ہے اس لئے اس میں تکرار لازمی ہے۔قرآن مجید میں جا بجا نصیحتیں اور وعظ موجود ہیں۔

تربیت بذریعہ قصص:

انسان طبعاً قصص پسند ہے اور ان سے متاثر ہوتا ہے۔انسان کی اس فطرت کو مدّ نظر رکھتے ہوئے قرآن مجید نے قصص کو ذریعہ تربیت اختیار کر کے زندگی کے حقائق و مسائل کو سمجھانے کے لیے انبیاء کے قصص کو بیان کیا ہے۔

خدمتِ خلق:

پروفیسر ڈاکٹر خالد علوی لکھتے ہیں:

''خدمت خلق تربیت انسانی کا بہت بڑا ذریعہ ہے۔اخلاقی بیماریاں خدمت خلق سے دور ہو جاتی ہیں۔اس سے انسان کے اندر بہبود اجتماعی کی تحریک پیدا ہوتی ہے۔ ذاتیات کو اجتماعیت پر قربان کرنے کا جذبہ پیدا ہوتا ہے''[1]

۔فرد اور معاشرے کے اس تعلق کو شاعرِ مشرق علامہ اقبالؒ نے یوں بیان کیا ہے:

فردِ قائم ربط ملت سے ہے تنہا کچھ نہیں

موج ہے دریا میں اور بیرونِ دریا کچھ نہیں

ایک اور جگہ فرمایا ہے:

ملت کے ساتھ رابطہ استوار رکھ

پیوستہ رہ شجر سے امید بہار رکھ ۱۸؎

تربیت بذریعہ سزا:

وعظ و نصیحت اور مثالی کردار سے بچوں کی اصلاح نہ ہو سکے تو علماء کے خیال میں ایسے بچوں اور افراد معاشرہ کیلئے قطعی اور حتمی طریقہ علاج ضروری ہو جاتا ہے۔ لیکن مصلح کو آغاز ہی سے سزا کا طریقہ اختیار نہیں کرنا چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ انسانوں کی تربیت و اصلاح کی خاطر اپنے آخری پیغمبر حضرت محمد ﷺ کو حکم دیتے ہیں:

﴿اُدعُ الی سبیل ربك بالحكمة والموعظة الحسنة﴾ ۱۹؎

ترجمہ: ''اے نبی ﷺ! اپنے رب کے راستے کی طرف حکمت اور عمدہ نصیحت کے ساتھ دعوت دو''۔

عبادات:

فرد کی تربیت اسلامی میں عبادات کو اہم مقام حاصل ہے۔ یہ شخصیت کی ہمہ گیر تربیت، اچھے برے کی تمیز، ضبط نفس اور اصول زندگی سکھاتی ہیں۔

تربیت بذریعہ دعا:

تربیت کے دوسرے ذرائع کے ساتھ ساتھ دعا بھی تعمیر شخصیت میں اہم کردار ادا کرتی

ہے۔اللہ رب العزت نے خود اولاد کی بھلائی اور ہدایت کیلئے دعا کی ترغیب دی ہے۔

﴿رب اجعلنی مقیم الصلاۃ ومن ذریتی ربّنا وتقبل دعاء﴾ [۲۰]

ترجمہ: ''اے میرے رب مجھ کو بھی نماز کا اہتمام کرنے والا بنا اور میری اولاد میں سے بھی اور ہمارے رب میری دعا کو قبول کیجئے''۔

ایک اور جگہ ارشاد فرمایا کہ پڑھیں:

﴿ربنا اٰتنا فی الدنیا حسنة وفی الاخرة حسنة وقنا عذاب النار﴾ [۲۱]

ترجمہ: ''اے ہمارے رب ہمیں دنیا میں بہتری عنایت کر اور آخرت میں بھی بھلائی عطا کرنا''۔

حضور اکرم ﷺ یہ دعا کثرت سے پڑھتے تھے ہمیں بھی یہ دعا بکثرت پڑھنی چاہیے۔

والدین کی ذمہ داریاں:

والدین کی ذمہ داری سمجھی جاتی ہے کہ گھر کی زندگی کو مجموعی اعتبار سے بچہ کیلئے نمونہ کی زندگی بنائیں۔ان کا فرض ہے:

۱۔ بچے کے کردار اور رویہ پر تنقید کرنے کے بجائے اپنے کردار اور رویہ کا جائزہ لیتے رہیں اور اپنی اصلاح کی طرف توجہ دیں۔

۲۔ جہاں تک ہو سکے بچہ کی مناسب موقعوں پر ہمت افزائی کی جائے اور کبھی بھی ہمت شکنی نہ ہونے دیں۔

۳۔ بچے کو ایسے کاموں میں مصروف رکھا جائے جو اس کی عمر، دلچسپی اور صلاحیت کے عین مطابق ہوں۔

۴۔ گھریلو لڑائی جھگڑوں اور گالی گلوچ سے اجتناب کیا جائے۔

۵۔ بچوں پر بلاوجہ سختی نہ کی جائے اور ان کی بے جا نگرانی نہ کی جائے کیونکہ اس سے بچے ضدی ہو جاتے ہیں اور بغاوت پر آمادہ ہو جاتے ہیں۔

۶۔ بچہ کی درست بات اور جائز تنقید کو برداشت کیا جائے۔

۷۔ غصّے، نفرت اور عدم توجہی کے اظہار سے پورے طور پر پرہیز کیا جائے۔

۸۔ بچوں میں خود اعتمادی اور احساس ذمہ داری پیدا کیا جائے۔

۹۔ بچہ خواہ کیسا ہی کیوں نہ ہو اس کی عزت کی جائے اور اس کے وجود وشخصیت کو تسلیم کیا جائے۔

۱۰۔ بچہ کے رویوں کو پہچان کر اچھے سماجی اور اخلاقی رویوں کی تعریف کی جائے۔

۱۱۔ بعض گھرانوں میں ابھی تک بچوں کی تربیت محض روایتی اور دقیانوسی طریقہ سے کی جاتی ہے۔ جس کا تعلق کسی نفسیاتی مطالعے یا اصول تربیت سے نہیں ہوتا۔

مثال کے طور پر بعض والدین بچوں سے ناراض ہو کر ان سے بولنا چھوڑ دیتے ہیں یا بہت زیادہ بگڑتے ہیں تو گھر سے نکل جانے کا حکم صادر کر دیتے ہیں۔ اس کے برعکس جب خوش ہوتے ہیں تو انعام واکرام کی بارش برسا دیتے ہیں۔ اس قسم کے طرزِ عمل سے بچہ کی شخصیت کی نشو ونما میں طرح طرح کی رکاوٹیں پیدا ہو جاتی ہیں۔ اس قسم کے طرزِ عمل سے گریز کرنا چاہیے اور ہر معاملہ میں اعتدال کا رویہ اپنانا چاہیے۔ اسلام کی تعلیم بھی یہی ہے۔ ارشاد ربانی ہے:

وكذالك جعلناكم امّة وسطًا[۲۲]

''اسی طرح ہم نے آپ کو امت وسط بنایا''۔

حوالہ جات

۱ راغب اصفہانی، مفردات القرآن، ص184۔

۲۔ ڈاکٹر احمد شلبی، تاریخ تعلیم وتربیت اسلامیہ، ص33۔

۳۔ الصافات:100۔

۴۔ الفرقان:74

۵۔ بیہقی، السنن الکبریٰ، 9/305۔

۶۔ ترمذی، السنن، ص ۳۶۸، حدیث نمبر۱۵۱۴؛ ابوداؤد، السنن، حدیث نمبر۵۱۰۵، ص۷۱۸۔

۷۔ بیہقی، السنن الکبریٰ9/306۔

۸۔ بخاری الجامع الصحیح، ص1078، حدیث نمبر6192۔

۹۔ ابن حجر، فتح الباری۹/۵۹۴؛ بیہقی، السنن الکبریٰ، ۹/۳۰۴۔

۱۰۔ بیہقی، السنن الکبریٰ، 9/304۔

۱۱۔ بیہقی، السنن الکبریٰ، 8/324۔

۱۲۔ امام بخاری، الجامع الصحیح، ص 1049-1050 حدیث نمبر 5998۔

۱۳۔ منذری، مختصر صحیح مسلم، ص398، حدیث نمبر 1511 تحقیق الشیخ محمد ناصر الدین البانی۔

۱۴۔ ابوداؤد، السنن، ص82، حدیث494-495۔

۱۵۔ بخاری الجامع الصحیح، ص930، حدیث نمبر5200۔

۱۶۔ ترمذی، السنن، ص334، حدیث نمبر1376۔

۱۷ ڈاکٹر خالد علوی، ماہنامہ المعارف، فرد کی تربیت کا پیغمبرانہ طریق، ص3، لاہور، اگست1982۔

۱۸۔ علامہ اقبال، بانگ درا،ص210۔

۱۹۔ النحل:125۔

۲۰۔ ابراھیم:4۔

۲۱۔ البقرہ:201۔

۲۲۔ البقرہ:143۔